OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

شریعتِ بیضاء میں روحانی علاج ومعالجہ کے حدود وقیود

Limitations of spiritual healings in the pure Shari'ah

Dr. Navid Iqbal
Assistant Professor, Hadith Department, AIOU, Islamabad
navidiqbal2014@gmail.com

Wasil Niaz
M.Phil Scholar Islamic Studies, Kohat University
wasilniaz336@gmail.com

Sadiq Ali
Lecturer in Islamic Studie,
Kohat University of Science and Technology
sadiqaliktk@gmail.com

Abstract

One of the most important virtues of the religion of Islam is that it has given very clear guidance in all spheres of life. If the human race seeks guidance from it in every matter, then its worldly affairs will also be called religion and worship. In all these matters, there are diseases in the world and their treatment is also medicine which can lead to human being. Egg law has expanded the scope of treatment to include physical as well as spiritual, but in most diseases, spiritual and psychiatric treatment is more useful than physical and physical treatment. Just as there are two types of treatment, material and spiritual, so there are two types of diseases, physical and spiritual. If a Muslim adheres to the principles of Shari'ah in treatment, he is entitled to a reward for that too. Got along. In the same way, Allah Almighty gave man the Khilafah in this world and taught him the ways and means of living on earth. He took care of the material, physical and spiritual needs of man. Materially, he

CC BY

provided pleasure and work for his satisfaction and continued the series of books of Samawiyyah and Prophets and Messengers for the satisfaction of his soul. The only cure for this is the Qur'an and Hadith. Man must benefit from these verses (Qur'an and Hadith). Allah, the Lord of the worlds, has said: So he has to return to Allah. This should also be his belief that in times of trouble and difficulty, only Allah is the source of trouble and need. Allah Almighty has said that "Peace be upon the afflicted, the supplication and the revelation of evil." Should be followed. Otherwise, a person becomes afflicted with various incurable diseases.

Keywords: *Virtues, treatment, incurable diseases, Hadith, Dishonesty, heart and the mind, indisputable fact, Spiritual Treatment*

تمہید

دین اسلام کی خوبیوں میں سے یہ انتہائی اہم خوبی ہے کہ اس نے تمام شعبائے زندگی میں بہت واضح راہنمائی کی ہے اگر نوعِ انسانی اس سے ہر معاملے میں راہنمائی طلب کرے تو اس کی امورِ دنیا بھی دین اور تعبد (عبادت گذاری) کہلائیں گے۔ان تمام امور دنیا میں بیماریاں اور ان کا علاج و دواء بھی ہے جس سے ہر انسان کو سابقہ پیش آسکتا ہے۔ شریعتِ بیضاء نے علاج کے دائرے کو وسعت دیتے ہوئے جسمانیات کے ساتھ ساتھ روحانیات کو بھی شامل کیا ہے بلکہ اکثر امراض میں ظاہری اور جسمانی علاج کی بجائے روحانی اور نفسانی علاج زیادہ مفید اور ثابت ہوتا ہے۔ جس طرح علاج کی دو اقسام ہیں مادی اور روحانی، اسی طرح بیماریاں بھی دو طرح کی ہیں جسمانی اور روحانی۔ الغرض شریعتِ مطہرہ نے کسی بھی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ اس سلسلے میں راہنمائی بھی کی ہے۔ اگر ایک مسلمان علاج و معالجہ میں شریعت کے اصولوں اپنائے رکھے تو اس پر بھی وہ اجر و ثواب کا حقدار بنتا ہے۔ جو آم کے آم گٹھلیوں کے دام (یعنی ہم خرما و ہم ثواب) کا مصداق ہے یعنی صحت اور اجر دونوں ایک ساتھ حاصل کئے۔[1]

اسی طرح اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کر کے اس کو دنیا میں خلافت دی اور روئے زمیں پر رہنے کی طور اور طریقے سیکھائے۔[2] انسان کی مادی، جسمانی اور روحانی ضروریات و حوارئج کا خیال رکھا۔ مادی طور پر اس کے تسکین کے لئے لذتِ کام اور دھن کا سامان فراہم کیا اور اس کی تسکینِ روح کے لئے کتبِ سماویہ اور انبیاء ورسل کا سلسلہ جاری فرمایا۔ کیونکہ اس دنیا میں بطورِ خلیفہ حضرت انسان کو مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے، اسی کا علاج ہی قران و حدیث ہے، ان شہ پاروں

(قران و حدیث) سے انسان کو ضرور مستفید ہو نا چاہئیے۔اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے کہ "فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین"[3] یہ آیتِ مبارکہ اس بات کی تلقین کرتی ہے کہ انسان کی زندگی کی ناؤ ہچکولے کھارہی ہو اور اسے احساس ہو کہ میں ہر طرف سے محصور ہوں تو اس سے اللہ کی طرف لوٹنا ہی پڑتا ہے۔یہی اسکا عقیدہ بھی ہونا چاہئیے کہ مصیبت اور مشکل میں صرف اللہ کی ذات ہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے۔اللہ ہی ارشاد ہے کہ "امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء"[4] آج کل کے حکیموں اور ڈاکٹروں کا بطور مسیحا جو مریض کے ساتھ رویہ ہوتا ہے وہ بھی بتاتا ہے کہ اللہ کی طرف سے ملنے والی ہدایات اور طریقوں کی تو بطریق اولی کرنے پیروی کرنی چاہیئے۔ورنہ انسان مختلف امراض لا علاج قسم کے امراض میں مبتلاء ہو جاتا ہے۔

موضوع کی اہمیت

روحانی امراض کا تعلق دل اور دماغ سے ہوتا ہے، اور شریعتِ مطہرہ میں روحانی امراض کے لئے دل و دماغ کے علاج کا ذکر ہے۔دل کے اصلاح کا ذکر اکثر کتب سماویہ میں ذکر ہے۔کیونکہ دل رئیس الاعضاء ہے بلکہ یہ مرکزِ روحانیت ہے ۔دل میں خواہشات کی دنیا آباد ہوتی ہے۔اور یہاں فیصلوں کا صدور ہوتا ہے۔ایک حدیث میں ذکر ہے کہ انسانی بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو پورا بدن ٹھیک ہوتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو پورا بدن خراب ہو تا ہے۔[5] اور دل کے بارے میں ابن سینا کا خیال تھا کہ یہ سرجری (بڑا زخم) برداشت نہیں کر سکتا۔دل ہی مرکز آرزو ہے اور اسی کے ساتھ عدم انسانیت، عدم شرافت اور عدمِ امانت و دیانت کو رویہ نہیں رکھا جا سکتا، یہ فوراً زخمی ہو جاتا ہے۔[6] شریعت روحانی امراض کے علاج کے لئے سب سے پہلے دل کا علاج کیا ہے۔اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آج کل دل کے بیماروں اور بیماریوں کا روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے۔یہاں تک کہ ایسے مریض پھر ہسپتالوں کا رخ کرتے ہیں۔جہاں ان کو وہی تشفی نہیں ملتی جن کی ان کو تلاش ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ وہ اصول ترک کرتے ہیں جن کی ان کو ضرورت ہے۔

پہلا سوال یہ کیا جاتا ہے کہ کیا روحانی علاج ثابت ہے تو اس کا جواب تو یہ ہے کہ بالکل روحانی علاج و معالجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت اور نقل ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب ایک یہودی ظالم نے جادو کر دیا تھا جس کے اثر سے آپ قدرے پریشان (یہ پریشانی صرف دنیوی امور میں تھی) ہوگئے تھے۔جبرئیل امین نے تشریف لاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ آپ پر ایک یہودی نے جادو کیا ہے اور جادو کا عمل جس چیز (روایات میں وہ کنگھی بتائی گئی ہے) میں کیا گیا ہے وہ فلاں کنویں کے اندر ہے۔آپ علیہ السلام نے اس کو کنویں سے نکالنے کا حکم دیا چنانچہ وہ نکالا گیا ۔اس میں گیارہ گرہیں تھی، تو اللہ تعالی نے دو سورتیں (معوذتین) نازل فرمائیں جن میں گیارہ آیتیں ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر گرہ پر ایک ایک آیت پڑھ کر ایک ایک کھولتے رہے یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں اور آپ صلی

اللہ علیہ وسلم سے اچانک ایک بوجھ سا اتر گیا (خود آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جیسے میرے سر سے پہاڑ اُتر گیا ہو)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی بیماری پیش آتی تو یہ دونوں سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے سارے بدن پر پھیر لیتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن حبیب سے روایت ہے کہ ایک رات میں بارش ہو رہی تھی اور سخت اندھیرا تھا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کے لیے نکلے جب آپ کو پالیا تو آپ نے فرمایا کہ کہو، میں نے عرض کیا کہ کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: قل ہو اللہ اُحد اور معوذ تین پڑھو، جب صبح ہو اور جب شام ہو تین مرتبہ یہ پڑھنا تمہارے لیے ہر تکلیف سے امان ہو گا۔[7]

سابقہ تحقیق کا جائزہ

اس میں شک نہیں کہ علمائے امت نے تقریباً ہر میدان میں کمال حاصل کیا ہے، اس طرح کہ امراضِ مختلفہ پر متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں چند نمایاں قابل ذکر ہیں۔

۱۔ "اسلامی اصولِ صحت" فضل کریم ربانی کی تصنیف ہے جو ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ نے نشر کی ہے اور شاید یہ ۲۰۰۳ میں تیسری بار شائع ہوئی ہے، جس میں موصوف صاحب نے عام اصولِ صحتِ جسمانی ذکر ہیں۔ جسمیں انہوں نے صحت کی حفاظت کے اصول ذکر کی ہیں جو ظاہر ہیں کہ صرف مادی علاج کے اصول۔

۲۔ "اسلام کا عالم گیر نظامِ صحت اور فطری طریقۂ علاج" جو اٹامک سائنسٹ انجینئر سلطان بشیر محمود کی تصنیف ہے جو مسلم میڈیکل ریسرچ فورم اسلام آباد نے نشر کی ہے، اس کتاب کی چوتھی بار اشاعت ۲۰۱۴ کو ہوئی ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے کہ اس میں علی الاطلاق جسمانی بیماریوں اور روحانی بیماریوں کا علاج ذکر ہے، زیادہ تر کھانے پینے کی اشیاء میں احتیاط برتنے کی تاکید ہے۔

۳۔ "450 سوال و جواب برائے صحت و علاج" جو ابن الباز اور علامہ فوزان کی میڈیکل لائن پر ایک مایہ ناز تصنیف ہے جس کا ناشر مکتبہ بیت الاسلام لاہور ہے، اس میں انہوں نے صرف جسمانی امراض کے لئے مادیات اور روحانیات کا ذکر کیا ہے

۴۔ "آفاتِ نظر اور ان کا علاج" یہ ارشاد الحق اثری کی کتاب ہے جس میں نام سے ظاہر ہے کہ سوء نظر سے بچنے اور اس کے علاج کا ذکر ہے۔ سوءِ نظر سے مراد دو طرح ہیں ایک یہ کہ آنکھ کا غلط استعمال کرنا جس کو عام طور پر بد نظری کہتے ہیں۔ اور دوسرا کسی کا غلط اور تیز آنکھ لگنا جس کو نظر لگنا کہتے ہیں۔ بہر کیف اس کتاب میں دونوں سے بچنے کا علاج ذکر ہے۔

۵۔ "دل کی بیماریاں اور علاجِ نبوی" ڈاکٹر خالد غزنوی کی کتاب ہے جس انہوں نے امراضِ قلب کا مسنون علاج ذکر کیا ہے، دل میں مادی اور روحانی بے چینی پایا جانا عام ہے اس کتاب کے پڑھنے سے کافی چین حاصل ہوتا ہے۔ الفیصل ناشران اردو بازار لاہور نے اس کو نشر کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی متعدد کتب ہیں جن میں "طب النبوی"، "دوا، دعا اور دم وغیرہ سے نبوی طریقۂ علاج" اور "علم تشریح الابدان" قابل ذکر ہیں۔

موضوعِ تحقیق کے بنیادی سوالات

- اس موضوع پر علمائے طب اور خصوصاً علمائے دور جدید نے کیا اسلوب اختیار کیا ہے؟
- کیا اس پیپر میں صرف آراء نقل ہیں یا نئی تحقیقات ابھی ہیں؟
- کسی شارح پر تنقید کا انداز اور اسلوب کیا رہا؟
- علاج اور پرہیز کے متعلق عوام کی سستی کی وجوہات کیا ہیں؟

روحانی علاج اور بعض روشن خیالوں کا اعتراض

دنیا میں ممات وحیات اور صحت ومرض کا سلسلہ ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ بیماری بھی اللہ ہی تخلیق کرتا ہے اور صحت و شفاء بھی اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اُسی نے ہمیں دواء وعلاج کا حکم دیا ہے اور اُسی نے دواؤں میں اثر رکھا ہے۔ جس طرح دواؤں میں شفاء کا اثر رکھا ہے اسی طرح دُعاء اور اوراد اور وظائف میں بھی شفاء کا اثر رکھا ہے۔ دواؤں اور دعاؤں میں وہ چاہے تو شفاء ہے نہ چاہے تو کچھ نہیں۔ جیسے صحیح تشخیص کے بعد معیاری دواؤں کے استعمال سے امید کی جاسکتی ہے کہ مریض شفایاب ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نام وکلام سے کسی بیمار کو کسی بھی بیماری سے شفایاب ہونے کے لیے قرآن وحدیث میں موجود پاک کلام سے جھاڑ پھونک یعنی دم کرنے سے مریض کے شفایاب ہونے کی قوی امید کی جاسکتی ہے۔ اچھے بُرے کلمات اور باتوں میں اثر کا کون انکار کر سکتا ہے؟ اچھے کلمات کے سننے والے اور کہنے والے پر خوشگوار اثرات پڑتے ہیں، برے کلمات کے سننے اور کہنے والے پر بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یونہی کسی بیمار پر کلماتِ طیّبات جن کا معنٰی ومفہوم بھی معلوم ہے اور جن میں کفر وشرک کا مفہوم بھی نہیں پایا جاتا اگر پڑھ کر کسی بیمار کو جھاڑا جائے، پانی یا دودھ وغیرہ پر دم کر کے اُسے استعمال کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ قرون اولی میں معمول رہا ہے 'تعویذ' کا نام سنتے ہی بہت سے روشن خیال افراد جو کہ حقیقت میں احدیث مبارکہ جو تعویذ کی حلت اور اباحت کے بارے میں آئی ہیں۔ ان کے درمیان تطبیق کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے چیں بہ جبیں ہو جاتے ہیں وجہ یہ ہوتی ہے کہ انھیں تعویذ ار وتمیمہ میں امتیاز نہیں ہوتا کہ آیا دونوں میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟، دونوں میں سے کونسی چیز شرعاً درست، قابلِ استعمال واستفادہ ہے اور کونسی قابلِ رد اور غیر مشروع۔ اور نہ ہی

انہیں تعویذ کے معنی ومفہوم سے کماحقہ واقفیت ہوتی ہے۔

چنانچہ تعویذ "عوّذَ، یُعَوّذُ" بابِ تفعیل سے " تعویذ "مصدر ہے جس کے معنی ہیں" پناہ دلانا"۔اور پناہ چاہنے اور دلانے کے لئے بعض آیات وادعیۂ ماثورہ اور منقولہ ایسی ہیں کہ جن کو لکھ کر دیا جاتا ہے یا پاک منہ سے پڑھا جاتا ہے تو اللہ کے فضل اور اس کی شان سے یہ کلماتِ معوذات شیطانی اثرات، شر وفساد اور نظرِ بد کے اثر انداز ہونے سے مانع اور رکاوٹ بن جاتے ہیں، اور اگر اثر ہو چکا ہوتا ہے تو وہ زائل ہو جاتے ہیں۔ تعویذ سے مراد دراصل وہ کلمات ہیں جن کے ذریعہ پناہ چاہی جائے خواہ وہ تلاوت وقرأت کے ذریعہ ہو یا تحریر کے ذریعہ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب بچے پیدا ہوتے ہیں تو ان پر شیاطین حملے کرتے ہیں جس کی وجہ سے بچے چیختے، چلاتے اور تڑپتے ہیں[8] ۔صرف حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے مبرّا تھے۔ جیساکہ مفسرین نے آیت: "وإني أعيذها بک وذريتها من الشيطان الرجيم"۔ کی تفسیر میں لکھا:أی عوذتها بالله عز وجل من شر الشيطان وعوذت ذريتها وهو ولدها عيسى عليه السلام فاستجاب الله لها ذلک كما قال عبدالرزاق أنبأنا معمر عن الزهري عن ابن المسيب عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "ما من مولود يول إلا مسه الشيطان حين يولد فيستهل صارخا من مسه إياه إلا مريم وابنها"[9]۔ کہ یہ شیطانی حملے اس قدر سخت ہوتے ہیں کہ بچے تو درکنار تندرست و طاقت ور شخص بھی تاب نہ لاکر پاگل اور مخبوط ہو جاتے ہیں، جیساکہ آیت "الذين يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطان من المس"[10] سے واضح ہے۔ اور اس خبط کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ شیاطین خون میں ملوث ہو کر اپنے مسموم جراثیم کو پورے جسم میں پھیلا دیتے ہیں، جیساکہ صحیح البخاری ومسلم میں ہے :عن صفيةؓ، ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم۔[11] بہر کیف جن کلمات کو پڑھ کر تحفظ حاصل کرنا جائز ہے ان کلمات کو لکھ کر بھی تحفظ حاصل کرنا جائز ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ جب معوذتین نازل ہوئیں تو جو لوگ پڑھ سکتے تھے انھیں پڑھا لیتے اور جو نہیں پڑھ سکتے تھے، "كنا نكتبها في صكة و نجعلها في أعناقهم" پارچہ پر لکھ کر ان کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔ حضرت عمران کی بیوی (امّ مریم "حنۃبنت فاقوذ") نے حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت پر شیطانِ مردود کے فتنے اور اثراتِ بد سے حضرت مریم علیہا السلام اور ان کی آئندہ نسل کو اللہ کی پناہ میں دیا تھا، جیساکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے : فَلَمَّا وَضَعَتْ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُ أُنثَىٰ وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وليس الذكر كالانثى وَإِنِّي سميتها مريم وَإِنِّي أعيذها بک وذريتها من الشيطان الرجيم۔قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مولد إلا قد عصره الشيطان عصرة أو عصرتين إلا عيسىٰ ابن مريم مريم، ثم قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم "وإني اعيذهابک وذريتها من الشيطان الرجيم۔[12] "

البتہ "تمیمہ "(شرکیہ کلام کا مجموعہ) کے ناجائز ہونے میں کوئی کلام نہیں اس لئے کہ "تمیمہ "میں نہ صرف جادوئی، غیر معنی دار اور مبہم الفاظ استعمال ہوتے ہیں بلکہ اس میں استعانت لغیر اللہ بھی ہوتا ہے، اس کے برعکس " تعویذات "میں استعانت من اللہ کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات وماثورہ دعائیں پڑھی اور لکھی جاتی ہیں۔

علامہ انور شاہ کشمیری اپنی تالیف 'العرف الشذي شرح سنن الترمذي' میں رقیہ و تعویذ کے جواز و عدمِ جواز پر بہت ہی واضح انداز میں راقم ہیں کہ کس بنیاد و مشتملات پر جائز ہے اور کس صورت میں ناجائز؟ اور شروع ہی حضرت نے اجرت کے معاملہ و مسئلہ کو بھی واضح کردیا چنانچہ لکھتے ہیں کہ " الرقية إن اشتملت على ماهو غير جائز فلا تجوز، وإلا فتجوز كما يدل الباب الآخر أن بعض الرقى جائزة " کہ تعویذ میں اگر شرکیہ کلمات وغیرہ شامل ہوں جو جائز نہیں تو اس کی قباحت میں کوئی شک نہیں۔ اور اگر قران اور حدیث کے بابِ علاج یا باب تفاول سے متعلقہ مواد پر مشتمل ہو تو جائز ہے۔ [13]

مولانا نظر شاہ فرزندِ انور شاہ کشمیری کی رائے

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند فخر المحدثین حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ماہنامہ "محدثِ عصر" کے جنوری، فروری 2013 کے شمارہ میں بعنوان "جھاڑ پھونک کی شرعی حیثیت" راقم ہیں کہ "کس قدر عجیب و غریب ہوگا یہ جائزہ بلکہ یہ کہئے کہ بصائر و عبر کا ایک بھیانک مرقع کہ ہماری اس وسیع و عریض کائنات میں سلسلہ کس چیز کا سب سے زیادہ طویل ہے۔ انسان نے سمندر کی تہہ میں اتر کر نئے نئے عجائبات کی دریافت میں کیا۔ گل کھلائے، صحراءِ قمر پر قدم رکھ کر کس نئی دنیا، نئے عالم ادراک نئی کائنات سے آشنا ہوا۔ مریخ اپنے نشیب و فراز میں کیا کچھ لیے بیٹھا ہے اور زہرہ کے مرمریں سینے میں دولتوں کا کون سا خزانہ مستور و پوشیدہ ہے۔ کھوج، دریافت، کاوش، دوڑ دھوپ سبھی کچھ ہو رہا ہے اور سب ہی کچھ ہوتا رہے گا، مگر آج تک اس دریافت کی کسی کو نہ سوجھی یہ حقائق کے انکار کا سلسلہ دراز تر ہے یا اقرار کی زنجیریں لمبی چوڑی؟ انسان نے کس کس چیز کا انکار کردیا، خدا کا انکار، اس کی بے پناہ قدرتوں کا انکار، اس کے ساتھ علم کا انکار، رزاقیت کا انکار، خالقیت کا انکار، آسمان کا انکار، نبوت کا انکار، معجزات کا انکار، آسمان سے اتری ہوئی کتابوں کا انکار، حدیث کا انکار، معصوم فرشتوں کے وجود کا انکار، ماوراءِ عالم و ماوراءِ حیات ایک نئی زندگی کا ادراک اور نئے عالم کا انکار، قیامت کا انکار، جنت کی خوشگواری اور جہنم کی سوزشوں کا انکار، بلکہ انکار کے منحوس بطن سے لاکھوں نامبارک انکار کی پیدائش۔

پس خوب دیکھ لیا جائے کہ انکار کا سلسلہ ہمالیہ کے لمبے چوڑے سلسلہ سے زیادہ دراز ہے اور اس کی گہرائیاں سمندر سے زیادہ عمیق ہیں تو کیا عجب ہے کہ اگر انکار کی اس عام وباء جس کی لپیٹ میں شرق و غرب، شمال و جنوب آئے ہوئے ہیں یہی انسان ان حقائق کا انکار کر بیٹھے جن کی حقیقت ہدایت کی روشنی سے زیادہ تاباں و تابناک تھی، افسوس تو یہ ہے کہ بوجہلی کا مرقع یہ انسان لہسن پیاز، مرچ ہلدی، گل بنفشہ، گاؤزبان، سپستاں اور عناب سب کی تاثیر کو کھلے دل سے قبول کرتا ہے۔ یہ ضرب کے الم کو بھی محسوس کرتا ہے، اور مفرح القلوب خوشخبری کے اثرات اس کے چہرہ پر گل گوں بن کر جھلکتے ہیں۔ اس کی باصرہ نے آج تک حسین مناظر کے حسن سے گہرے تاثرات کا انکار نہ کیا۔ اس کی شامہ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو کے

انکار کی جرات نہ کر سکی، ذائقہ ان چٹخاروں کا انکار نہیں کر پاتا جس سے اسکے کام و دہن لطف اندوز ہوتے ہیں، مگر یہی انسان اگر تسلیم نہیں کرتا تو ان حقائق کو تسلیم نہیں کرتا جو دنیا کی سب سے زیادہ پکی اور سچی حقیقتیں تھیں، دلخراش جملوں سے متاثر ہونے والا، خوش کن باتوں سے سرور حاصل کرنے والا، حدیث وقرآن اور اوراد و وظائف کی تاثیر کا صاف انکار کرتا ہے۔ کیا خوب ہے اس کائنات کی یہ منفعل مزاج ہستی۔ اس کا علم، اس کی آگہی، اسکا فلسفہ، اس کی منطق، اس کی دانش، اس کی بینش اگر انکار کرتی ہے تو ان ہی حقیقتوں کا جو زبانِ رسالت سے بیان میں آئیں۔ حالانکہ اس صادقہ لہجہ سے بڑھ کر کوئی سچی اور صادق زبان اس کائنات کو میسر نہیں آئی"۔[14]

طبیب کا نسخہ ڈاکٹر کا مجوزہ علاج پیک شدہ دوائیاں سب معتبر و مستند، لیکن طبِ روحانی کا دفترِ گراں مایا ہر حیثیت سے ناقابل اعتبار، پس اقرار وانکار کی اس کشمکش سے دوچار ہونے کے بعد کیا صراط مستقیم یہی ہے کہ انکار کے غوغا میں ایک اور صدا کا اضافہ کر دیا جائے؟ نہیں نہیں بلکہ وہ منہاج جو سلامت روی کا جچا تلا معیار ہے، یہ ہوگا کہ بات کو حقیقت پسندانہ انداز سے جانچا اور پرکھا جائے۔ بھلا تعویذ اور گندے ورد و وظیفہ کی ان تاریخیت و تاثیر کا انکار ان پختہ اور پکی روایات کے باجود کس طرح ممکن ہے؟ جس کی اطلاع دیتے ہوئے بخاری و مسلم (رحمہا اللہ) نے سید الکائنات سرکار دوجہاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معمول یہ بتایا کہ:كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا إشتكى منا إنسان مسحه بيمينه ثم قال:"أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي،وَلَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سُقْمًا "[15]۔ ترجمہ: کوئی ہم میں بیمار ہوتا تو آپ مریض پر اپنا دست مبارک پھیرتے اور یہ دعاء فرماتے کہ اے اللہ بیماری کو دور فرمادے، مریض کو شفاءِ کامل بخش، واقعی شفاء دینے والی تو آپ ہی کی ذات ہے، آپ ہی شفاء بخش ہیں، آپ کی سواکس سے شفاء مل سکتی ہے ایسی شفا دیجئے کی بیماری کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ روایت کی راوی کوئی اور نہیں نبوت کے گھرانے کی ایک فرد فرید سیدہ عائشہ ہیں۔ عربی اسلوب کے مطابق جو پیرایہ بیان اس عفیفہ و محصنہ نے اختیار کیا ہے اس سے صاف دلالت یہی ہے کہ آنحضور صل اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول دائمی تھا۔ یہی وہ "چھوُ" ہے جس کا انکار منہ بھر بھر کر کیا جاتا ہے"۔ اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات میں لکھا ہے: شب و روز کے معمولات میں آپ کو اوقات کی پابندی کا خیال بہت زیادہ رہتا، ان میں ذرہ برابر فرق نہیں آتا۔ انتہائی مجبوری کی صورت کے سواکسی قسم کا کسی کے ساتھ استثناء نہ ہوتا، چنانچہ صبح کی نماز کے بعد آپ اپنے ذاتی مشاغل میں لوگوں سے کنارہ کش ہوکر تصنیف وتالیف میں یکسوئی کے ساتھ مشغول رہتے، ان اوقات میں آپ سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ یہ مصروفیت اس وقت تک رہتی کہ آپ کھانا کھا کر قیلولہ فرماتے اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھ لیتے، پھر آپ جب نماز ظہر پڑھ کر فارغ ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ آپ کے پاس آئے ہوئے تمام خطوط پڑھ کر ان کا مناسب جواب خود دیتے یا لکھواتے، ان میں سے خاص خاص لوگوں کو سناتے اور ان سے اس سلسلہ میں گفتگو فرماتے، اور ان کے بعض نکتوں اور لطائف کو لوگوں کو سمجھاتے۔ آپ کی گفتگو لوگوں کے اذہان کی تصریح اور ہمنشینوں کے

لئے حصول لذت کا سامان ہوتی، اس انداز سے کہ لوگ اس سے نہ تھکتے، نہ تنگدل ہوتے، اسی وقت میں آپ خواہشمندوں کے لئے "دعائیں اور تعویذ" بھی تحریر فرمادیتے"۔[16]

علاجِ روحانی کا علم

طب چاہے روحانی ہو یا جسمانی اس کا علم، حیوانی جسم کی ترکیب اور اس کے اعضا کی کارکردگی کے متعلق باریک بحث کرتا ہے۔ وہ اپنی تحقیق کی ابتدا حیوانی جسم کی ترکیب کے باریک ترین اکائی (خلیہ) سے کرتا ہے اور پھر مشترک کارکردگی والے خلیوں کے مجموعے پر دادِ تحقیق دیتا ہے اور پھر دل، دماغ، جگر، گردہ جیسے اعضائے رئیسہ کی کارکردگی پر حیرت انگیز انکشافات اور تحقیقات کرتا ہے، پھر وہ نظامِ انہضام میں مشترک کردار ادا کرنے والے اعضائے حیوانی پر ریسرچ کرتا ہے اور ہر ایک کا الگ الگ کردار بیان کرتا ہے۔ الغرض روح اور جسم میں واقع بیماریوں کی مکمل تشخیص و تعیین کی کوشش کرتا ہے۔

یہ علم (طب جسمانی اور روحانی) انسان یا حیوان کی صحّت کی حالت میں اُس کے اعضائے جسمانی کے کردار کی اہمیت اور مرض کی حالت میں اُن کے خطرات بیان کرتا ہے اور اس کے علاج معالجے کے ذرائع بیان کرتا ہے۔ چنانچہ کتاب وسنت کی روشنی میں علاج معالجے کی ضرورت اور اہمیت پر مشتمل یہ مضمون پیش خدمت ہے۔ اس کے مطالعے سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ ہمارا دین اسلام اس قدر آسان اور فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ ہے کہ دیگر سماوی مذاہب اس کی گردِ پا کو بھی پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنا دین سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے انسان کو بنیادی طور پر اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے، لیکن اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اس کا صحت مند ہونا ضروری ہے، لیکن بسا اوقات انسان کو اپنی ولادت سے قبل یا دوران ولادت یا ولادت کے بعد جسمانی یا نفسیاتی امراض لاحق ہو جاتے ہیں، جن کے علاج معالجے کا حکم قرآن وسنّت میں موجود ہے۔

علاج و معالجہ پسندیدہ عمل ہے

امام مسلم کی ایک روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں" لكل داء دواء فإذا أصيب دواء الداء برأ بإذن الله عزّوجلّ "[17] کہ ہر بیماری کی دوا ہے۔ جب بیماری کو اس کی اصل دوا میسر ہو جائے تو انسان عزوجل کے حکم سے شفایاب ہو جاتا ہے۔ اور بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ " ما أنزل الله دآء إلا أنزل له شفاء "[18] کہ اللہ تعالی نے ہر بیماری جو نازل ہو گی اس کے لئے شفاء نازل فرمائی ہے۔

جامع ترمذی کی ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے علاج معالجے کے متعلق صحابہ کرام کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا"
نعم يا عباد الله تداووا. فان الله عَزّ وجل لم يضع داء إلا وضع له شفاء أو دواء إلا داء واحدا فقالوا:يا رسول الله وما هو؟ قال:

الهرم "[19] کہ اے اللہ کے بندوں! کہ اللہ نے کوئی بھی ایسی بیماری نہیں رکھی مگر اس کا علاج نازل کیا ہے، مگر ایک بیماری کا علاج نہیں ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے، آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ "بڑھاپا" ہے۔ محدثین کا کہنا ہے کہ بڑھاپا بیماری نہیں محض عمر کی انتہاء کی وجہ سے بیمار سے مشابہت ہے، اسی لئے اس کو بیماری اور مرض قرار دیا ہے۔ ورنہ جب ازل آجائے تو اس کو کون ٹال سکتا ہے۔

علاج و معالجہ اور اللہ پر بھروسے میں کوئی منافات نہیں

امام ابن قیم دمشقی 'زاد المعاد' میں فرماتے ہیں کہ صحیح احادیث میں علاج معالجے کا حکم موجود ہے اور جس طرح بھوک اور پیاس دور کرنے اور سردی و گرمی سے بچنے کے لئے دوڑ دھوپ کرنا توکل کے منافی نہیں ہے اس طرح بیماری کا علاج کرانا بھی توکل علیٰ اللہ کے منافی نہیں ہے بلکہ اس وقت تک حقیقتِ توحید مکمل نہیں ہوتی جب تک انسان شرعاً و تقدیراً ان اسباب کو بروئے کار نہ لائے جنہیں اللہ نے اُس کی ضرورت کے لیے پیدا کیا ہے اور ان اسباب کو اختیار نہ کرنا، حقیقت توکل سے پہلو تہی کرنا ہے اور یہ علاج معالجے کے حکم کو جھٹلانے اور اس کی حکمت کو تسلیم نہ کرنے کے مترادف ہے۔ علاج معالجہ کرانے کے حکم میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو کہتے ہیں کہ اگر مقدر میں شفا لکھی ہے تو علاج کا کوئی فائدہ نہیں ہے اگر مقدر میں شفا نہیں تو بھی علاج کا کوئی فائدہ نہیں۔[20]

مفتی اعظم جناب عبد اللہ ابن عبد العزیز بن بازؒ سے پوچھا گیا کہ اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو اس حدیث نبوی سے ترکِ علاج و معالجہ پر استدلال کرتا ہے کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: دْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ». قَالُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ «هُمُ الَّذِينَ لاَ يَسْتَرْقُونَ وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ وَلاَ يَكْتَوُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ [21] کہ امت محمد ﷺ سے ستر ۷۰ ہزار آدمی بغیر حساب و عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرواتے ہیں، نہ علاج کی غرض سے اپنے جسم کو داغتے ہیں اور نہ فال نکالتے ہیں، بلکہ وہ صرف اپنے پروردگار پر ہی توکل کرتے ہیں۔ "تو انھوں نے جواب دیا کہ ان ستر ہزار مومنین نے صرف مندرجہ بالا چیزوں کو ترک کیا ہوگا، یہ نہیں کہ انھوں نے اسبابِ شفا ہی ترک دیے ہوں گے، کیوں کہ آپ نے ضرورت پڑنے پر بعض صحابہ کرام کو سینگی لگوائی۔ اس لیے کہ سینگی لگوانے میں کوئی کراہت نہیں ہے، بلکہ یہ ایک جائز طریق علاج ہے۔ اس طرح دیگر طرقِ علاج بذریعہ انجکشن، سیرپ، گولیاں وغیرہ جائز ہیں۔

شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ فرماتے ہیں کہ جب انسان یہ اعتقاد رکھے کہ اسباب محض اسباب ہی ہیں اور اللہ کی مرضی کے بغیر اُن میں تاثیر نہیں آسکتی تو اسباب کا بروئے کار لانا توکل کے منافی نہیں ہے۔ اس بنا پر انسان کا کوئی چیز پڑھ کر اپنے آپ کو یا اپنے کسی بھائی کو دم کرنا توکل کے برخلاف نہیں ہے کیونکہ حضرت رسولِ کریم ﷺ معوّذات پڑھ کر اپنے آپ کو بھی دم کرتے تھے اور اپنے صحابہ کو بھی۔[22]

حفظ ماتقدم کے طور پر احتیاطی تدابیر اختیار کرنا

امام شاطبیؒ مؤلمات اور موذیات کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں: شریعتِ اسلامیہ کے مجموعی مطالعے سے یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ انسان کو لاحق ہونے والی مشقت کو ہٹانے اور شریعت میں جائز قرار دی جانے والی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت کو محفوظ رکھنے کی غرض سے موذیات اور مؤلمات کا علاج مطلقاً جائز ہے بلکہ کسی موذی اور مؤلم وبا سے بچنے کے لیے حفاظتی اقدامات کرنے کی بھی شرع میں اجازت ہے۔ اگرچہ وہ ابھی واقع نہ بھی ہوئی ہو، تاکہ انسان کی تخلیق کے مقصد کی تکمیل ہو، اور اس کی طرف پُر خلوص توجہ کی تکمیل کی نگہداشت ہو اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت عافیت کے شکریے کا فریضہ ادا ہو، مثلاً موسم سرما یا گرما کے آنے سے قبل اور بھوک یا پیاس لگنے سے پہلے اُن کے تکلیف دہ اثرات سے بچنے کی تدابیر کرنا اور بیماریوں کے پھیلنے سے قبل حفاظتی اقدامات کرنا اور ہر موذی چیز سے بچاؤ کا سامان کرنا اور اس دنیا میں سعادت مند زندگی بسر کرنے کی غرض سے متوقع نقصان دہ چیزوں سے بچنے اور متوقع نفع مند چیزوں کے حصول کے اقدامات کرنا۔[23]

عبداللہ ابن بازؒ سے بیماری کے نازل ہونے سے پہلے حفاظتی قطرے یا حفاظتی اَدویات کے استعمال کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ وَبا یا دیگر اسباب کی وجہ سے بیماریاں در آنے کے خطرے کے پیشِ نظر علاج معالجہ کرانے یا دوا کھانے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ حضرت رسولِ کریم ﷺ سے صحیح سند سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: من تصبح بسبع تمرات من عجوة لم یضره سمّ ولا سحر[24] کہ جس شخص نے صبح سویرے سات عجوہ کھجوریں کھا لیں، اسے جادو اور زہر نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔" یہ اقدام بیماری کے رونما ہونے سے قبل پرہیز و بچاؤ کے قبیل سے ہے۔ اسی طرح جب کسی بیماری میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو اور کسی شہر یا ملک میں وبائی مرض پھیلا ہوا ہو تو اُس کے دفیعہ کی غرض سے اینٹی بائیوٹک کھانے میں کوئی ممانعت نہیں اور جس طرح مریض کو لاحق ہونے والی بیماری کا علاج جائز ہے، اسی طرح متوقع بیماری سے بچنے کے لئے علاج بھی جائز ہے۔ البتہ بیماری یا آسیب یا نظر بد سے بچنے کے لئے تمائم (تعویذ دھاگے) لٹکانا جائز نہیں، کیونکہ رسولِ کریم ﷺ نے صراحت سے اس سے منع فرمایا ہے لہٰذا ان سے بچنا واجب ہے، کیونکہ یہ شرک اصغر ہے۔[25]

حکمِ علاج و معالجہ

فقہائے کرام کے درمیان مباح چیزوں سے علاج کرانے میں شروع سے اختلاف منقول ہے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مباح چیز سے علاج کرانا تقریباً واجب ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک مستحب ہے اور امام مالکؒ بن انس کے نزدیک علاج کرانا، نہ کرانا برابر ہے اور امام احمدؒ کے نزدیک علاج کرانا مباح ہے اور نہ کرانا افضل ہے۔ البتہ حرام چیزوں سے علاج کرانا جمہور ائمہ کے نزدیک حرام ہے، کیونکہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ « اِن اللہ لم

یجعل شفاء کم فیما حرّم علیکم اللہ نے تمہاری شفاان چیزوں میں نہیں رکھی جو تم پر حرام ہیں۔[26]

مام ابن تیمیہ ؒ فرماتے ہیں کہ "اہل علم نے اس باب میں اختلاف کیا ہے کہ علاج معالجہ مباح ہے؟ مستحب یا واجب؟ اور تحقیق یہ ہے کہ کچھ چیزوں سے علاج معالجہ حرام ہے اور کچھ سے مکروہ اور کچھ سے مستحب ہے اور پھر بعض صورتوں میں علاج معالجہ واجب ہے اور یہ اس صورت میں جب یقین ہو جائے کہ اس کے بغیر زندہ رہنا ممکن نہیں مثلاً اضطراری حالت میں مردار کا کھا لینا واجب ہے، کیونکہ ایسی صورتِ حال میں ائمہ اربعہ اور جمہور علما کے نزدیک ایسا کرنا واجب ہے۔[27]

میڈیکل علاج کے بارے میں 'اسلامی فقہی بورڈ' نے اپنے اجلاس منعقدہ مؤرخہ 1412ھ بمقام جدّہ سعودی عرب میں قرارداد نمبر 5، 5، 68 پاس کی جس کا مفہوم یہ ہے کہ "علاج معالجہ اصلاً مشروع ہے، کیونکہ اس کے متعلق قرآنِ کریم اور سنّتِ قولیہ وفعلیہ سے دلائل موجود ہیں اور یہ اس وجہ سے بھی مشروع ہے کہ اس عمل سے انسانی جان کی نگہبانی ہوتی ہے جو شریعتِ مطہرہ کے مقاصدِ کلیہ میں سے ایک نمایاں مقصد ہے۔ اور اشخاص واحوال کے اختلاف کے مطابق علاج معالجے کے احکام بدلتے رہتے ہیں چنانچہ جس مرض سے جان کی ہلاکت یا اس کے کسی عضو کی خرابی یا اس کے مفلوج ہونے کا اندیشہ ہو یا متعدی امراض کی طرح اس مرض کا اثر دیگر لوگوں تک منتقل ہونے کا خطرہ ہو تو اس کا علاج کرنا کرانا واجب ہے۔ اور جس مرض کے علاج نہ کرانے سے بدن کے کمزور ہونے کا اندیشہ ہو اور مذکورہ بالا خطرات نہ ہوں تو اس کا علاج کرنا کرانا مستحب ہے اور جب مذکورہ بالا دونوں صورتیں (جان کی ہلاکت یا بدن کی کمزوری) نہ ہوں تو علاج کرنا کرانا جائز ہے۔" اور جب کسی مرض کے علاج کی وجہ سے اس سے بدتر مرض کے در آنے کا خطرہ ہو تو اس کا علاج کرنا کرانا مکروہ ہے۔ امام ابن عثیمین ؒ فرماتے ہیں کہ

۱۔ جس مرض کے علاج سے شفا کا ظن غالب ہو اور علاج نہ کرانے سے ہلاکت کا احتمال ہو تو اس کا علاج کرانا واجب ہے۔

۲۔ جس مرض کے علاج سے ظن غالب کے مطابق نفع ہو اور علاج نہ کرانے سے ہلاکت یقینی نہ ہو تو اس مرض کا علاج کرانا افضل ہے۔

۳۔ جس مرض کے علاج سے شفا اور ہلاکت کے خدشات برابر ہیں تو اس کا علاج نہ کرانا افضل ہے تاکہ انسان لاشعوری طور پر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال بیٹھے۔[28]

مردوں کا عورتوں اور عورتوں کا مردوں سے علاج

برونائی دارالسلام میں منعقدہ آٹھویں اسلامی فقہی کانفرنس کے متفقہ فیصلے کے مطابق اگر مریضہ کے طبّی چیک اَپ کے لیے سپیشلسٹ لیڈی ڈاکٹر موجود ہو تو اس کا فرض بنتا ہے کہ وہ بذاتِ خود چیک اَپ کا فریضہ سرانجام دے اور اگر

مسلمان لیڈی ڈاکٹر میسّر نہ ہو تو غیر مسلم لیڈی ڈاکٹر بھی اُسے چیک کر سکتی ہے اور اگر غیر مسلم لیڈی ڈاکٹر میسر نہ ہو تو مسلمان ڈاکٹر یہ فریضہ سرانجام دے سکتا ہے اور اگر مسلمان ڈاکٹر میسر نہ ہو تو پھر غیر مسلم ڈاکٹر چیک اَپ کا فریضہ سرانجام دے سکتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ مرض کی تشخیص اور علاج کی غرض سے عورت کے بدن کے متاثرہ حصے کو ہی دیکھے اور حتی المقدور غضِ بصر سے کام لے اور پھر عورت کے علاج معالجے کا معاملہ، خلوتِ محرّمہ کے ارتکاب سے بچنے کے لئے خاوند یا محرم یا قابل اعتماد عورت کی موجودگی میں ہو۔

مزید برآں فقہی کانفرنس محکمہ صحّت کے ذمہ داران کو تلقین کرتی ہے کہ وہ طبّی علوم کے شعبوں میں عورتوں کی اسپیشلائزیشن کی حوصلہ افزائی کریں خصوصاً تولید و وضع حمل جیسے نسوانی معاملات کے شعبے میں، اس بات کے پیش نظر کہ ان کے آپریشن کے لیے عورتیں بہت کم ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ استثنائی قاعدے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ اور بسا اوقات بعض مریض خواتین ڈاکٹر کے کہنے سے پہلے ہی بغیر کسی مصلحت اور ضرورت کے اپنے بدن کا کوئی حصہ کھول دینے میں حرج محسوس نہیں کرتیں حالانکہ اُنہیں ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔[29]

شیخ ابن عثیمین ؒ سے مرد ڈاکٹر سے عورت کے علاج کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: لیڈی ڈاکٹر دستیاب نہ ہونے کی صورت میں مرد ڈاکٹر سے عورت کے علاج میں کوئی حرج نہیں اور اہل علم نے جائز قرار دیا ہے کہ ایسی صورت میں مرد طبیب سے علاج کرانے میں کوئی حرج نہیں اور عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ ڈاکٹر کے سامنے اپنے بدن کا وہ حصہ کھول دے جس کے کھولے بغیر تشخیص اور علاج ممکن نہ ہو، البتہ اس صورت میں اس کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ غیر محرم طبیب کے ساتھ عورت کا علیحدگی میں ہونا حرام ہے۔[30]

ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے والی بعض لیڈی ڈاکٹرز اور نرسیں، بغیر کسی خاص مجبوری کے مرد مریض کے علاج معالجے میں اندیشہ محسوس نہیں کرتیں اور بسا اوقات لیڈی ڈاکٹر براہِ راست مریض آدمی کے ستر والے حصے کو دیکھتی اور بار بار اسے چھونے میں جھجک محسوس نہیں کرتیں اور بسا اوقات سرجری کے شعبہ میں زیر تربیت طالبات اور لیڈی ڈاکٹرز کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ کھڑے یا لیٹے ہوئے مرد مریض کے شرم والے عضو کا چیک اَپ کریں، گویا کہ میڈیکل کے شعبے میں اس کے بغیر سپیشلائزیشن ہو ہی نہیں سکتی اور بہت سی نرسیں اور لیڈی ڈاکٹرز ایسا کرنا بھی نہیں چاہتیں، لیکن وہ اس خوف سے ایسا کرنے پر مجبور ہوتی ہیں کہ مبادا اُنہیں پریکٹیکل کی سند نہ ملے حالانکہ ہمارے علم کے مطابق میڈیکل کے تعلیمی نصاب اور تقاضوں میں ایسی کوئی سختی نہیں کہ طالبات کو ایسا کرنے پر مجبور کیا جائے، خصوصاً ایسی صورت میں کہ وہ دین، اخلاق اور حیا کی وجہ سے ایسا کرنے میں حرج محسوس کرتی ہوں۔ اس بنا پر عین ممکن ہے کہ طالبات طب کے دیگر شعبہ جات میں داخلہ لے لیں جہاں ایسی صورتِ حال نہ ہو۔

اور بعض مرد لیڈی ڈاکٹر سے علاج کروانے سے روک بھی دیتے ہیں اور بعض نہیں روکتے کیونکہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں

سمجھتے یا وہ سمجھتے ہیں کہ جب لیڈی ڈاکٹر موجود ہے تو اس سے چیک اَپ کروانا جائز ہے اگرچہ ایمر جنسی کی صورت نہ بھی ہو۔ بعض ضعیف الایمان اور بے مروّت مریض بذاتِ خود نرس یا لیڈی ڈاکٹر سے چیک اَپ کروانے میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ اگر بالغ مریض مردوں کے لئے نرس یا لیڈی ڈاکٹر سے چیک اَپ کروانا ممنوع قرار دے دیا جائے تو اُن کے لئے اور اُن کے بعد والے مرد مریضوں کے لیے معاملہ آسان ہو جائے گا اور ڈاکٹروں کی ایک بڑی تعداد کو ہر رورل ہیلتھ سنٹر اور شہری ہسپتالوں میں کھپایا جاسکے گا۔ لیکن یہاں تو معاملہ اور صورت حال اتنی بگڑ چکی ہے کہ نسوانی امراض کے علاج کے لئے بھی مرد ڈاکٹر ہسپتالوں میں گھومتے پھرتے اور زچگی جیسے معاملات میں بھی حصہ لیتے ہیں۔ کیا یہ کوئی عقل اور حکمت اور تہذیب و اخلاق کی بات ہے کہ مسلمان عورتوں کی زچگی مردوں کے ہاتھ ہو اور وہ بھی یہودی اور مجوسی مردوں کے ہاتھوں، افسوس کہ بعض اوقات صرف مردوں کے نرغے میں ایک مریض عورت گھری ہوتی ہے۔

قران بطورِ ذریعۂ علاج

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرءانِ ما هُوَ شِفاءٌ وَرَحمَةٌ لِلمُؤمِنينَ ۙ وَلا يَزيدُ الظّٰلِمينَ إِلّا خَسارًا "[31] کہ ہم قرآن سے وہ کچھ نازل فرماتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے، وہ کافروں کو سوائے خسارے اور کچھ نہیں بڑھاتا۔"

امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں مِنبیانِ جنس کے لئے ہے لہٰذا تمام قرآن شفا ہے اور اس شفا کے بارے میں تین اقوال ہیں: ایک تو یہ ہے کہ اپنے اندر ہدایت کی وجہ سے گمراہی سے شفا ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ اپنے اندر برکت کی وجہ سے بیماریوں سے شفا ہے۔ تیسرا یہ کہ وہ فرائض و احکام کے بارے میں شفا ہے۔[16] امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ اللہ نے آسمان سے کوئی ایسی شفا نازل نہیں کی جو بیماری کو دور کرنے میں قرآنِ کریم سے زیادہ نفع مند اور عظیم تر اور کامیاب ہو۔[17] صحیح بخاری میں ہے کہ ایک صحابی نے کسی عرب قبیلے کے شیخ کو بچھو کے کاٹنے پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ شفا یاب ہو گیا اور اُٹھ کر چلنے لگا۔[18] یہ تو تاثیر ہوئی جسمانی امراض کے معاملے میں جبکہ عقلی اور نفسیاتی شفا کے معاملے میں حضرت امام ابو داؤدؒ روایت کرتے ہیں: فَرَقَاهُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً، كُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ ثُمَّ تَفَلَ فَكَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ ایک صحابی کسی قوم کے پاس سے گذرا جن کا کوئی آدمی زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا جو اس نے تین دن صبح و شام اس کو سورت فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ شفا یاب ہو گیا۔[32]"

دم کے ذریعے مرض معلوم کرنا

اللہ تعالیٰ نے مشروع دم کو شفا کا ذریعہ بنایا ہے، تشخیص کا ذریعہ نہیں بنایا کہ اس کے ذریعے مرض کا پتہ چلایا جاسکے: آیا مریض کو جادو ہے یا نظر بد لگی ہے یا اس پر جن کا اثر ہے؟ کیونکہ دم در حقیقت اللہ کے سامنے مسنون دعاؤں کے ذریعے

گڑگڑا کر شفا طلب کرنے کا نام ہے خواہ بیماری کوئی بھی ہو کیوں کہ شفا تو بہر حال اللہ نے عطا فرمانی ہے۔ اللہ کے سامنے موذی سے موذی تر بیماری سے شفا دینا، چیونٹی کے کاٹے سے شفا دینے سے بھی آسان ہے کیونکہ اس نے تو کن ہی کہنا ہے، اس کے کن کہنے سے کینسر جیسے مرض سے بھی ایسے ہی شفا مل جاتی ہے جیسے سوئی کے سرے کی چبھن سے شفا مل جاتی ہے لہٰذا اس کا تکلف کرنا سعی لا حاصل ہے کہ فلاں فلاں آیات پڑھنے پر مریض پر کوئی اثر ہو تو وہ جادو ہو گا اور فلاں آیت پڑھنے پر مریض پر ایسا ویسا اثر ہو تو وہ نظر بد کا اثر ہو گا اور فلاں فلاں آیت پڑھنے سے مریض پر ایسا ویسا اثر ہو تو اس پر جن کا اثر ہو گا۔

فون پر دم کرنا کرانا

بعض ایسے ممالک جن میں اکثر لوگ دم جھاڑ پر اعتماد کرتے ہیں، وہ مشہور عاملین کے ہاں جوق در جوق جاتے ہیں اور وہ اُنہیں فرداً فرداً دم کرنے کی بجائے لاؤڈ سپیکر پر مخصوص وِرد کے ساتھ دم کرتے ہیں۔ ایسے عاملوں کے بارے میں سعودی عرب کی 'مستقل کونسل برائے فتویٰ' کی خدمت میں سوال بھیجا گیا تو اُس نے جواب دیا کہ دم کے لئے ضروری ہے کہ مریض سامنے ہو، لاؤڈ سپیکر یا فون کے ذریعے دم جھاڑ کرنا صحیح نہیں اور یہ فعل حضرت رسول اللہ ﷺ اور اُن کے صحابہ کے عمل کے برخلاف ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ» جس کسی نے ہمارے دین میں نئی بات رائج کی وہ مردود ہے۔" امام عبدالعزیز بن باز ؒ سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: اس عمل کی کوئی دلیل اور بنیاد نہیں ہے، اصل اور ثابت شدہ بات تو یہ ہے کہ شرعی اور مسنون دم جھاڑ کے وقت مریض کے ہاتھوں یا سینے یا چہرے یا اس کے سر پر پھونکا جائے اور دور بیٹھے ہوئے لوگوں پر فضا میں پھونکا نہ جائے بلکہ ہر مریض کو اس کی طلب کے موافق پانی پر دم کر دیا جائے تاکہ وہ اسے پی سکے یا اُس سے غسل کر سکے جب کہ بعض لوگوں کا (مجمع عام کو) لاؤڈ سپیکر پر دم کر کے پھونکنا اس کا کوئی ثبوت نہیں اور ہمارے علم کی حد تک ایسا کرنا نہ شرع سے ثابت اور نہ ہی مسلمان ایسا کرتے تھے، لہٰذا ایسا کرنے سے بچنا ضروری ہے، بلکہ مریض کو آیت الکرسی اور مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ لہٰذا لوگوں کو ایک جگہ جمع کرنا اور سپیکر پر اُنہیں دم کرنا بدعت ہے جسے دور حاضر کے لوگوں نے ایجاد کیا ہے۔[33]

نفسیاتی امراض

بعض لوگ حقیقت میں نفسیاتی مریض ہوتے ہیں، لیکن وہ اپنے نفسیاتی مریض ہونے کا اعتراف کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اس لئے وہ نفسیاتی ہسپتالوں میں جانے اور وہاں علاج کرانے میں اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی انہیں کہہ دے کہ تجھے کسی کی نظر بد لگ گئی ہے تو اس بے سروپا بات پر یقین کر کے وہ اپنے رشتہ داروں، ہم جماعتوں اور ہم پیشہ لوگوں سے لڑائی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں، بلکہ میں نے ایک ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کو خود دیکھا کہ وہ لوگوں سے مصافحہ کرنے سے گریز کرتا، اگر کوئی اس سے زبردستی مصافحہ کر لیتا تو وہ اپنے ہاتھوں کو بار بار صابن سے دھوتا حتیٰ کہ مجھے اس کے گھر والوں نے بتایا کہ

اس کی بیٹیاں اس کے کپڑے دھو کر اور پھر اُنہیں استری کر کے کھونٹے پر لٹکا دیتیں اور پھر وہ انہیں ہاتھ لگا بیٹھتیں تو وہ ناراض ہو کر اُنہیں دوبارہ دھلواتا اور انہیں ہدایت کرتا کہ میرے استری کئے کپڑوں کو ہاتھ مت لگانا، ایسے لوگ درحقیقت سامری (قوم موسیٰ کا سنار جس نے سونے کا بچھڑا بنا کر اس کے گرد قوّالی کروائی تھی) کی 'لامساسیّت' کے شکار ہوتے ہیں ،لیکن اس مرض کا اعتراف نہیں کرتے۔

دورانِ علاج عورت کے بدن کو مس کرنا

سعودی عرب کی مذکورہ بالا کونسل کے سامنے جن کو قابو کرنے کے لئے عورت کے بدن کو چھونے کے بارے میں سوال پیش کیا گیا تو اُس نے جواب دیا کہ دم جھاڑ کرنے والے کے لئے جائز نہیں کہ وہ ڈاکٹر کی طرح عورت کے بدن کو چھوئے کیونکہ ڈاکٹر بسا اوقات ایسا کیے بغیر مرض کا پتہ نہیں لگا سکتا جبکہ عامل نے تو محض دم ہی کرنا ہے اور کچھ پڑھ کر پھونکنا ہے،اسی کے لئے عورت کے بدن کو چھونے کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔[34]

جنات زدہ لوگوں کو سزا دینا اور زدو کوب کرنا

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِى يَتَخَبَّطُهُ الشَّيطٰنُ مِنَ الْمَسِّ.''کہ میں اُن لوگوں کی ہفوات کا ردّ ہے جو کہتے ہیں کہ انسان کے خبطی اور دیوانہ ہونے میں جن کا کوئی کردار نہیں ہوتا بلکہ ایسا اس کی کسی طبعی بیماری کے سبب سے ہوتا ہے۔امام ابن کثیر دمشقیؒ فرماتے ہیں کہ سود خور قیامت کے دن اپنی قبروں سے اس طرح اُٹھیں گے جس طرح شیطان کے اثر سے مخبوط الحواس انسان لڑکھڑاتا ہوا کھڑا ہوتا ہے۔ س آیت نے یہ تو ثابت کر دیا ہے کہ شیطان انسان کو جسمانی نقصان پہنچاتا ہے اور اسے مخبوط الحواس تا ہے اور انسان دیوانوں کی طرح بے تُکی باتیں اور حرکتیں کرنے لگتا ہے۔لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ خبط اور مرگی صرف شیطان کے چھونے سے ہی ہوتی ہے۔[35]

امام بخاریؒ اپنی صحیح میں یہ عنوان (اس شخص کی فضیلت جو رِیح کی وجہ سے لڑکھڑاتا ہوا گرجاتا اور بے ہوش ہو جاتا ہے) قائم کر کے اس سیاہ فام عورت کا قصّہ بیان کرتے ہیں۔جو حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور درخواست کرنے لگی کہ اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ! میں بے ہوش ہو کر گر پڑتی ہوں اور بے پردہ ہو جاتی ہوں، لہٰذا میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے،آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو صبر کرے تو تیرے لیے جنت ہے اگر تو چاہے میں دعا کر دیتا ہوں۔اس نے کہا: میں صبر کرتی ہوں،البتہ یہ دعا ضرور کریں کہ میں بے پردہ نہ ہوں، تو آپ ﷺ نے دعا فرما دی[36]۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بسا اوقات ہوا کا بدن کے کسی حصے میں رُک جانا بھی

مرگی کا سبب بن جاتا ہے۔اور وہ اعضاے رئیسہ کو اپنے افعال مکمل طور پر سرانجام دینے سے روک دیتا ہے اور بسا اوقات اس سے اعضاے انسانی میں تشنج ہو جاتا ہے اور انسان اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکتا بلکہ وہ گر پڑتا ہے اور گاڑھی رطوبات کی وجہ سے اس کے منہ سے جھاگ بہنے لگتا ہے۔دماغ اور اعصاب کی بیماریوں پر جدید طبّی تحقیقات نے مرگی کے بہت سے اسباب بھی دریافت کر لیے ہیں۔ان میں سے ایک سبب دماغ کی برقی رو کا درہم برہم ہونا بھی ہے اور دماغی نظام کی خرابی، اعضاے بدن پر بھی اثر انداز ہوتی ہے، چنانچہ اب اس مرض کا تدارک کرنے کے لئے ایسی اَدویات بھی تیار ہو چکی ہیں جو باذن اللہ شفا کا مؤثر ذریعہ ہیں۔امام ابن قیم ؒ فرماتے ہیں کہ مرگی کی دو قسمیں ہیں: ایک تو خبیث زمینی اَرواح (شیاطین) کے اثر سے ہوتی ہے۔اور دوسری خراب خلطوں (مثلاً صفرا، بلغم، خون، سوداء) کی وجہ سے ہوتی ہے، طبیب حضرات اس دوسری قسم کی تشخیص کر کے اس کا علاج کرتے ہیں اور خبیث اَرواح کے سپیشلسٹ اور عقلا ان کے اثرات کو مانتے ہیں اور اس کا دفاع نہیں کرتے۔[37]

دیارِ سعودیہ کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز ؒ سے پوچھا گیا کہ بعض عاملین اپنے گمان میں خبطی شخص سے جن کو بھگانے کے لئے اُسے باندھ کر اس کا گلا دبا کر زد و کوب کرتے ہیں... کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ بعض عامل ایسا کرتے ہیں، لیکن در حقیقت ایسا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایسا کرنے سے بسا اوقات مریض پر ظلم ہوتا اور اسے بلاوجہ تکلیف پہنچتی ہے۔اور امام ابن تیمیہ جیسے بعض ائمہ سے ایسے مخبوط الحواس کو مارنا محل نظر ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے مصروع مریض مر بھی سکتا ہے۔اس سلسلے میں مشروع اور معروف طریقہ یہی ہے کہ آیات اور ادعیہ مسنونہ پڑھ کر دم کر دیا جائے۔ رسولِ کریم ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرام فقط اتنا ہی کرتے تھے اور اُن کے پہاڑوں جیسے وزنی یقین اور ایمان کی بدولت مصروع (مرگی کا مریض) مریض شفایاب ہو جاتے تھے۔[38]

یہاں ایک لطیفہ درج کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا جس کو اکثر ہمارے شیخ نقل کرتے ہیں کہ بصیر پور ضلع اوکاڑا کے علاقہ میں ایک عورت کو ایک عامل کے پاس اُس سے جن کو بھگانے کے لئے لایا گیا تو اس عامل نے چھری سے زمین پر چاروں طرف دائرہ لگا کر چھری زمین میں گھونپ دی اور اپنے عملیات پڑھتے ہی بھولی بھالی عورت کے منہ پر زوردار تھپڑ رسید کر کے پوچھا: بتا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ اس پر وہ عورت رو رو کر اپنی مادری پنجابی زبان میں بولی کہ جی میں پھلّاں تولی دی پاولیانی آں (میں قریبی گاؤں پھلاں تولی کی جولاہی ہوں) یہ سن کر وہ عامل شرمندہ ہوا اور کہا کہ اسے کسی ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔یہ تو ب[1]ے چاری کسی بیماری کی وجہ سے مخبوط الحواس ہو جاتی ہے۔غرض مصروع کو مار کر یا اس کو تڑی لگا کر اس کا علاج کرنا درست نہیں خصوصاً ان عورتوں کو جو ہسٹریا (اختناق الرحم) کے مرض کی وجہ سے اعصابی اور نفسیاتی تناؤ کا شکار ہو جاتی

ہیں اور وہ اس حالت میں احساس کی تمام انواع مثلاً سردی، گرمی، زدو کوب کی چوٹوں کا درد محسوس نہیں کرتیں اور بعض مریض خواتین تو اپنے کپڑے پھاڑ اور اپنا بدن نوچ کر زخمی کر لیتی ہیں اور عامل یہ سمجھتا ہے کہ اسے جن کا سایہ ہے۔ حالانکہ ایسی مریضہ ایک سکون آور انجکشن سے چند منٹوں میں ٹھیک ہو جاتی ہے اور ایسا میرے سامنے ہوا کہ میں نے ایک ایسی مریضہ کو دم کیا، اسے افاقہ نہ ہوا تو دوسرے بدعتی عامل نے اسے مارنا شروع کر دیا، وہ مارنے سے بھی ٹھیک نہ ہوئی تو ہمارے دوست ڈاکٹر سلیم صاحب نے اسے انجکشن لگایا تو وہ تندرست ہو گئی۔

خلاصہ کلام

علاج چاہے روحانی ہو یا جسمانی اس کا مرتبہ تعبد سنت کی ہے۔ اس کو ترک کرنا سنت کی خلاف ورزی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے بھی ہر قسم کا علاج ذکر کیا ہے اور قرانِ مجید میں تین اصول بیان فرمائے ہیں۔ (۱) حفظانِ صحت (۲) پرہیز (۳) اور فاضل مواد کو بدن سے نکال لینا۔ یہی تین اصول ان دونوں قسموں کے علاج کے لئے بھی ہیں۔ خصوصاً روحانی علاج کہ روحانی امراض سے جب انکار نہیں کیا جا سکتا تو اس سے کیونکر اعراض کیا جائے۔ یہ کہنا کہ روحانی علاج محض اوہام ہیں، اس سے تشفی ممکن نہیں، یہ بات قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ اکثر مشاہدہ کیا جا چکا ہے کہ نصف مبتلاء لوگوں کا مرض روحانی ہوتا ہے اور روحانی علاج ہی سے اس کو تسکین ملتی ہے۔ لیکن ان سطور سے یہ نہ سمجھا جائے روحانی علاج میں شرک اور کفر بھی ذریعہ اور دوائے مرض ہیں، بلکہ وہ شرائط یاد رہے کہ روحانی علاج تعویذ وغیرہ میں تین شرائط ملحوظِ نظر ہوں کہ قران وحدیث سے ہو، شرکیہ کلمات نہ ہوں اور معروف لغت میں ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر مرض سے شفائے کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے اور یہ توفیق نصیب فرمائے ہم راہِ سنت کے پیرو ہوں اور راہِ شرک اور کفران سے محفوظ ومامون ہوں۔

تمت بالخیر

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] ۔ ڈاکٹر خالد غزنوی،دل کی بیماریاں اور علاجِ نبوی، ص8، ملخصاً۔

1. Dr. Khalid Ghaznavi, Dil Ki Bemaryan Awr Elaj e Nabawi(Diseases Of Heart and It's Healings) P 8.

[2] ۔ سورہ البقرہ، والآیہ 31 " و علم آدم الاسماء کلھا الی آخرھا"

2. Surah Albaqarah Ayah No 31, " وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَی الۡمَلٰٓئِکَةِ ۙ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِیۡ بِاَسۡمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ"

[3] ۔ سورہ العنکبوت، رقم الآیہ 65.

3. Surah AlAnkabut Ayah No 65.

[4] ۔ سورہ النمل، رقم الآیہ 62.

4. Surah Al-Namal , Ayah No 62.

[5] ۔ محمد ابن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان ج1 ص28، رقم الحدیث 52 والصحیح للامام مسلم، کتاب البیوع، باب اخذ الحلال، ج2 ص74 ، رقم الحدیث 1519.

5. Muhammad Ibne Ismail Albukhari, Aljame AlSahih "BuKhari" Kitab Ul Eman valume 01 ,P 28, Hadith No 52. Also Available in Alsahih Muslim "**Bab O AKhzil Halal**" Valume 02 P 74. Hadith No 1519.

[6] ۔ ڈاکٹر خالد غزنوی، دل کی بیماریاں اور علاجِ نبوی، ص7، ملخصاً۔

6. Dr. Khalid Ghaznavi, ***Dil Ki Bemaryan Awr Elaj e Nabawi***(Diseases Of Heart and It's Healings) P 8. Summarized.

[7] ۔ محمد ابن اسماعیل البخاری، الصحیح البخاری، عن عائشہ رضی اللہ عنھا، رقم الحدیث: 5766۔ و رواہ الامام محمد ابن عیسیٰ الترمذی فی جامعہ، کتاب التفسیر۔ و قال صحیح حسن۔

7. Muhammad Ibne Ismail Al-Bukhari, Alsahih Al-Bukhari, Narrated from Aisha (رضی اللہ عنہا), Hadith No 5766. And Narrated Muhammad Ibnr Esa Al-Termidi in His Book "**Sunan Al-Termidi**" , Kitab Ul- Tafseer and said "**Sahihon Hasanon**"

[8] ۔ رواہ المشکوٰہ، رقم الحدیث 69 الی 72 و لفظ الحدیث "ما من بنی آدم مولود الا یمسہ الشیطان حین یولد۔ فیستھل صارخا من الشیطان، غیر مریم وابنھا"

8. Narrated ***Sahib e Mishkath ,*** Hadith No 69 to 72. Awr Hadith K alfaz ye hain "ما من بنی آدم مولود إلا یمسہ الشیطان حین یولد ۔ فیستھل صارخا من الشیطان ، غیر مریم و ابنھا"

9۔ اسماعیل ا بن کثیر , تفسیر القران الکریم ، ، تحت ھذہ الآیہ من سورہ مریم۔ وکذا فی تفسیر الطبری، ابن جریر الطبری ، ج3 ص234 .

9. Ismail Ibne Kaseer , ***Tafseef Ul Qur,an el Kareem*** , Under This Ayah from Surah Maryam, and same in Tafseer e Tabari volume 3 p 234.

10۔ سورہ البقرہ و نظم الآیہ" الذین یأکلون الربا لا یقومون إلا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس " و رقم الآیہ

10. Surah Albaqarah , Lafz Ul Ayah “ الذین یأکلون الربا لا یقومون إلا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس " Ayah No,

11، رواه البخاری و مسلم عن انس رضی اللہ عنہ و فیهما مفصلاً عن صفية بنت حيي زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم معتكفاً فأتيته أزوره ليلاً، فحدثته ثم قمت فانقلبت، فقام معي ليقلبني - يردني-، وكان مسكنها في دار أسامة بن زيد، فمر رجلان من الأنصار، فلما رأيا النبي صلى الله عليه وسلم أسرعا، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: على رسلكما، إنها صفية بنت حيي. فقالا: سبحان الله!! يا رسول الله، قال: إن الشيطان يجري من الإنسان مجرى الدم، وإني خشيت أن يقذف في قلوبكما شراً، أو قال: شيئاً.

11. Narrated **Bukhari and Muslim** from Anas (رضی اللہ عنہ) .

12۔ ابن جریر طبری، تفسیر طبری، ج4 ص264، ناقلا عن ارشاد الساری شرح البخاری للعلامہ القسطلانی ج7 ص52.

12. ***Ibne Jareer Tabari , Tafseer e Tabari*** , volume 04 p 264, narrated from ***Irshad Ul Saari , sharhul Bukhari*** written by ***Allama Qustulani***, volume 07 p 52.

13۔ العرف الشذی علی الجامع الترمذی، باب ماجاء فی کراھیہ الرقیہ، رقم الحدیث 2055، ج3 ص314.

13. ***Al-Urf ul Shezzi Alal Jamee Termidi*** “باب ماجاء فی کراھیہ الرقیہ” Hadith No 2055 jild 03 P 314.

14۔ ماہنامہ محدث عصر، جنوری، فروری 2013.

14. ***Mahnama Muhaddis Asr*** , January – February 2013,

15۔ محمد ابن اسماعیل البخاری, الجامع الصحیح البخاری، ، رقم الحدیث: 5744 باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرقی بقول الخ۔

15. ***Muhammad Ibne Ismail Al-BuKhari , Al-Jamee Us Sahih ,Al-BuKhari*** " باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرقی بقول الخ۔", Hadith No 5744.

16۔ مولانا انظر شاہ، ماہنامہ محدثِ عصر، "جھاڑ پھونک کی شرعی حیثیت" سن اشاعت جنوری/فروری 2013

16. ***Maulana Anzar Shah , Mahnama Muhaddis Asr*** “Jaarh Phoonk Ki Shar,ee Haisiyat” Year Of Publication January- February 2013

17۔ مسلم ابن الحجاج , الجامع الصحیح لمسلم، ، رقم الحدیث 2204، کتاب السلام، باب لكل داء دواء و استحباب التداوی

17. Muslim Ibnul Hajjaj , ***Muslim Sharif , Hadith No 2204*** , Kitab Us Salam , "باب لکل داء دواء و استحباب التداوی"

[18] ۔ شرح مائہ حدیث، رقم الحدیث 56، ورواہ احمد فی مسندہ، رقم الحدیث: 3578۔

18. ***Sharh O Me,atey Hadees*** , Hadith No 56 , and narrated ***Ahmad Bin Hanbal*** , Hadith No 3578

[19] ۔ محمد ابن عیسی الترمذی ,السنن للامام الترمذی،، کتاب الطب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جا فی الدواء والحث علیہ، رقم الحدیث 2038۔

19. ***Muhammad Bin Esa Al-Termidi , Alsunan Lil Imam Al-Termidi*** , Kitab Ut Tibb , "باب ما جا فی الدواء والحث علیہ" Hadith No 2038

[20] ۔ ابن القیم ,زاد المعاد،، ج4 ص15۔ فصل الاحادیث التی تحث علی التداوی.

20. Ibne Qayyim , Zad Ul Ma,aad , Volume 04 , P 15

[21] ۔ أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الرقاق، باب: يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب، 5 / 2396، الرقم: 6177، وأيضا في كتاب: بدء الخلق، باب: ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، 3 / 1186، الرقم: 3075، وأيضا في كتاب: الرقاق، باب: صفة الجنة والنار، 5 / 2399، الرقم: 6187، ومسلم في الصحيح، كتاب: الإيمان، باب: الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، 1 / 198، الرقم: 219، وأحمد بن حنبل في المسند، 5 / 335، الرقم: 22839، وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، 1 / 394۔ والفاظ الحدیث واحدہ ومعانیھا مختلفہ بزیادہ.

21. ***Bukhari Sharif*** , Hadith No 6177, ***Muslim Sharif*** Hadith No 219 , ***Musnad e Ahmad Bin Hanbal*** Hadith No 22839, ***Tafseer E Ibne Kaseer*** Volume 01 P 394.

[22] ۔ الجامع الصحیح البخاری ، باب فضائل القران ، باب فضل المعوذات ۔ و الفاظ الحدیث "عن عائشة، ان النبي صلى الله عليه وسلم:"كان إذا اوى إلى فراشه كل ليلة جمع كفيه، ثم نفث فيهما، فقرا فيهما: قل هو الله احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم يمسح بهما ما استطاع من جسده، يبدا بهما على راسه ووجهه وما اقبل من جسده، يفعل ذلك ثلاث مرات۔ رقم الحدیث 5017.

22. ***Muhammad Bin Ismail BuKhari , Bukhari Sharif*** , Baab : Fazayel E Qur,aan , Hadith No 5017

[23] ۔ الامام الشافعی ,الموافقات فی اصول الشریعہ،، ج1 ص150، دار المعرفہ، بیروت۔

23. ***Imam Shaafi Moafaqat Fi Usool Eshariah***, Volume 01 P 150 , Pubished by : Dar Ul Ma,rifa Bayrut.

[24] ۔ رواہ البخاری ومسلم والبخاری رقم الحدیث: 6551 وفی مسلم رقم الحدیث 547 .

24. *Bukhari Sharif Hadith No 6551. Muslim Sharif Hadith No 547*

[25] ۔ رواہ احمد ابن حنبل فی مسندہ، رقم الحدیث: 17487

25. ***Imam Ahmad Bin Hanbal , Musnad Ahmad*** , Hadith No 17487

[26] ۔ محمد ناصر الدین الالبانی، السلسلہ الصحیحہ 1633

26. Muhammad Nasir Uddin Al-Albani , ***Al- SilSila Ul Sahiha*** , Hadith No 1633

[27] ۔ فتاوی ابن تیمیہ ص 12 الی 18

27. ***Fatawa Ibne Taimiyah*** , P 12 to P 18.

[28] ۔ الصالح ابن العثمین ,الشرح الممتع، ج 5 ص 201

28. ***Salih Bin Osaimeen , Sharhul Mumatta***, Volume 5 P 201.

[29] ۔ قاری مصطفی راسخ، غیر مسلم ڈاکٹر کا عورت سے علاج، تاریخ نشر 7 فروری 2014، تاریخ وزٹ: ۳ فروری ۲۰۲۱

29. Qari Mustafa Rasikh , "Ghair Muslim Doctor Ka awrat say elaj " Published on 07 Feb 2014.

[30] ۔ جریدہ الریاض، شمارہ نمبر 9566

30. Jareeda Al-Riaz. Shumara No 9566.

[31] ۔ سورہ بنی اسرائیل، رقم الآیہ 82۔

31. Soorah Bani Israeel , Ayah No 82

[32] ۔ رواہ ابو داؤد فی باب الرقیہ ج 02

32. ***Abu Daud , Al- Sunan*** , Bad Ul Roqya, Volume 02

[33] ۔ جریدہ الریاض، 02 شعبان 1417 من الھجرہ

33. ***Jareeda Al-Riaz***. Shumara No 9566. 02 Shaban 1417 Hijrah.

[34] ۔ فتاوی اللجنہ الدائمہ للعلامہ ابن عبد الباز، رقم السوال (استفتاء) 20361

34. ***Fatawa Al- Lujana Tud Daimah***. Sawal No 20361

[35] ۔ امام قرطبی , الجامع لاحکام القران،، تحت تفسیر آیہ البقرہ، رقمھا: 275

35. ***Imam Qurtobi , Aljamay Lel Ahkaam Ul Qur,aan*** , Surah Baqara Ayah No 275.

[36] ، رواہ الصحیحان فی باب المراہ التی کان تنکشف ، و الفاظ الحدیث "عنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: قَالَ لِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ: بَلَى، قَالَ: هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوداءُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ لَمَّ، فَقَالَتْ: إِنِي أُصْرَعُ، وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللهَ تَعَالَى لِي، قَالَ: «إِنْ شِئْتِ صَبَرتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوتُ اللهَ تَعَالَى أَنْ يُعَافِيَكِ»، فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللهَ أَنْ لَا أَتَكَشَّفُ، فَدَعَا لَهَا" و رواہ صالح ابن العثمین

فی کتابہ "شرح الحدیث"

36. ***Bukhari Sharif*** Hadith No 5652, ***Muslim Sharif*** Hadith No 2576,

[37]۔ الحافظ ابن حجر العسقلانی , فتح الباری،،ج1ص203

37. ***Al-hafiz Bin hajar Al-Asqalani, Fathul Bari*** , Volume 01 P 203.

[38]۔ مجلہ الدعوہ،ماہ محرم 1417من الھجرہ.

38. ***Majalatud Dawa, Muharram 1417 Hijri.***